وہ ایک مومن جو لطفِ احمد کی برکتوں سے قمر بنا تھا

فضا کے سینے پہ خونی کرگس کے تیز پنجے مچل رہے ہیں
چراغِ علم و عمل کی لو سے دھوئیں کے بادل اُبل رہے ہیں
کہ آج احرار کا نگہباں جو تختِ عملی پہ تھا فروزاں!
حیاتِ فانی سے ہو کے گریاں سدھارا سوئے جہانِ یزداں
وہ ایک عالم جسے جہاں نے خراجِ تحسیں ادا کیا تھا

وہ ایک مومن جو لطفِ احمد کی برکتوں سے قمر بنا تھا
وہ ایک رہبر کہ جس کی نظروں میں ساری دنیا تھی کوزۂ گل
وہ اک معلم کہ جس کے صدقے میں رہنوردوں نے پائی منزل
وہ اک مفسر دلوں سے جس نے نکالے شبہاتِ نو دمیدا
وہ اک مقرر کہ جس کے طرزِ بیاں میں شعلوں کا سوز پیدا
اسی چراغِ سحر بہ پہلو کے غم میں عالم یہ رو رہا ہے!
مگر وہ بادِ فنا سے بجھ کر زمیں کے پہلو میں سو رہا ہے

فانی مراد آبادی